قرآن مجید

پر اعتراضات کی حقیقت

نسیم غازی

قرآن مجید

پر

اعتراضات کی حقیقت

نسیم غازی

مدھر سندیش سنگم
ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

فہرست

1۔ کچھ کتاب کے بارے میں 4

2۔ اعتراضات کی حقیقت 6

3۔ جہاد اور جنگ وقتال 8

☆ ایک ضروری وضاحت 15

4۔ مال غنیمت 15

5۔ ہندو دھرم میں جنگ وقتال اور مال غنیمت سے متعلق تعلیمات وہدایات 16

☆ سوچنے کا صحیح انداز 20

6۔ قرآن اور غیر مسلم 23

☆ غیر مسلم رشتے داروں سے میل جول اور قرآن 26

7۔ قرآن اور مذہبی آزادی 29

8۔ کافر، کفر وشرک اور قرآن 33

9۔ توحید، کفر، شرک، بت پرستی اور وید 38

10۔ اخروی نجات کے اصل حقدار قرآن کی نظر میں 41

11۔ گزارش 44

12۔ ماخذ 48

''اللہ رحمان ورحیم کے نام سے''

کچھ کتاب کے بارے میں

ایک روز ہمارے آفس میں تین افراد آئے۔ ان میں سے ایک صاحب اپنے حلیے اور لباس سے کسی مذہبی مشن کے ذمے دار معلوم ہوتے تھے۔ بیٹھنے کے بعد ان صاحب نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ کسی اسکول میں ٹیچر ہیں۔ اسلام اور قرآن سے متعلق کچھ سوالات ان کے سامنے آئے ہیں جن کے جوابات وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے ان صاحب نے اپنے بیگ سے ایک کتابچہ نکالا اور ہمارے سامنے رکھ دیا۔ ہم نے اس کتابچہ پر نظر ڈالی تو وہ قرآن مجید کی آیتوں سے متعلق وہی اعتراضات تھے جنہیں کچھ ہندو اداروں اور لوگوں کی جانب سے سیاق وسباق سے الگ کرکے اور ان کا من مانا ترجمہ وتشریح کرکے بڑے پیمانے پر پھیلایا جاتا رہا ہے۔

یہ اعتراضات قرآن مجید کی ان آیات کے سلسلے میں تھے جن کا تعلق خاص طور سے جہاد، جنگ وقتال، کافر، کفر وشرک اور بت پرستی سے تھا۔ ہم نے ان لوگوں کے سامنے اعتراضات کی حقیقت رکھی اور پھر ان اعتراضات کا جواب دینے کی بھی کوشش کی۔

گفتگو کے بعد ترجمہ قرآن مجید، حضرت محمدؐ کی سیرت اور کچھ دیگر اسلامی کتابیں انہیں تحفتاً پیش کی گئیں اور ان سے درخواست کی گئی کہ وہ اسلام اور قرآن کا براہ راست مطالعہ کریں۔

کچھ دنوں کے بعد وہ صاحب ملاقات کے لیے آئے اور انھوں نے بتایا کہ دیے گئے

مشورے کے مطابق قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا انھوں نے مطالعہ کیا، جس کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ قرآن مجید پر کیے جانے والے اعتراضات بے بنیاد اور گمراہ کن ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ قرآن مجید کے اصول اور تعلیمات درحقیقت انسانوں کی نجات اور فلاح کے لیے خدا کی طرف سے ہیں، جن سے بھرپور فائدہ اٹھایا جانا چاہیے۔

ان لوگوں سے جو گفتگو کی گئی تھی اسی کی روشنی میں یہ کتاب تیار کی گئی ہے۔ اس کتاب کو پیش کرنے کا مقصد ان غلط فہمیوں کا دور کرنا ہے جو قرآن اور اسلام کے بارے میں پائی اور پھیلائی جا رہی ہیں۔ نیز اسلام سے لوگوں کو روشناس کرانا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کے قریب آئیں، افہام و تفہیم کی فضا پیدا ہو اور لوگ صحیح معنوں میں ملک اور انسانیت کی خدمت میں لگ سکیں۔

اس کتاب میں ویدوں اور کچھ دیگر ہندو صحائف کے اقتباسات و اشلوک بھی نقل کیے گئے ہیں اور ان کے ترجمے ہندو علماء کے تراجم سے ہی لیے گئے ہیں مثلاً سوامی دیانند سرسوتی جی، پنڈت آچاریہ شری دامودر ساتولیکر جی، پنڈت شری کشیم کرن داس ترویدی جی، پنڈت شری رام شرما آچاریہ جی و پنڈت جوالا پرشاد چترویدی جی وغیرہ۔ پھر بھی اگر قارئین کو کہیں پر کوئی بھول چوک نظر آئے تو ہمیں اس کی طرف توجہ دلائی جائے، ہم شکریہ کے ساتھ اس پر غور کریں گے اور آئندہ ایڈیشن میں حسب ضرورت اصلاح کرلیں گے۔

افسوس کہ آج بھی قرآن کے بارے میں ان اعتراضات کی اشاعت کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے اور انہیں حق سے دور رکھنے کی مذموم حرکت کی جا رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ اس سے نہ صرف غلط فہمیاں دور ہوں گی بلکہ لوگ قرآن جیسی مفید و عظیم نعمت سے مستفیض بھی ہوں گے۔

یہ کتاب ہندی میں بھی دستیاب ہے۔

اعتراضات کی حقیقت

اگر قرآن یا اسلام کی کوئی بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے اور وہ سمجھنے کے لیے کوئی سوال یا اعتراض کرے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن عام طور پر قرآن مجید کی آیات پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ معترضین کے کسی مطالعے یا تحقیق کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے قرآن کی آیات کو من مانے معنی پہنائے جاتے ہیں اور بعض جگہ ترجمہ تک غلط کر دیا جاتا ہے۔ آیات کو ان کے پس منظر، موقع ومحل اور سیاق وسباق سے الگ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس رویے کو کبھی بھی معقول اور مبنی بر انصاف قرار نہیں دیا جاسکتا کہ کسی مذہب کے کسی صحیفے سے کوئی عبارت نقل کر کے اس کے صرف ظاہری اور لفظی معنی کو بنیاد بنا کر اعتراض کر دیا جائے یا اس سے ایسا قطعی نتیجہ اخذ کیا جائے جو درحقیقت کہنے یا لکھنے والے کا مدعا ومقصد نہ ہو۔ نہ سیاق وسباق کا لحاظ رکھا جائے اور نہ ان حالات کا جن میں وہ بات کہی گئی ہے۔ بعض حلقوں کی جانب سے قرآن اور اسلام کو بدنام کرنے کی جو منظّم مہم چلائی جارہی ہے، انہوں نے تو اسی غلط اور غیر منصفانہ رویے کو اختیار کیا ہے۔ ایسا رویہ اختیار کرنے والوں کے بارے میں ہندو دھرم کے بڑے عالم اور عظیم مصلح سوامی دیانند سرسوتی جی کہتے ہیں :

”کلام کے معنی متکلم کے مفہوم کے مطابق کرنے چاہئیں۔ اکثر ہٹ دھرم اور ضدّی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ متکلم کے منشا کے خلاف فرضی تاویلیں کر لیتے ہیں۔“ [1]

بات کو سمجھنے اور کسی صحیح نتیجے تک پہونچنے کے لیے صرف الفاظ اور جملوں کے ظاہری معنی ہی کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کا صحیح مفہوم متعین کرنے کے لیے پوری بات اور پورے پس منظر کو سامنے رکھا جاتا ہے نیز بوقت ضرورت اہل علم اور ماہرین سے رجوع بھی کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی صحیفوں کی موٹی موٹی تفاسیر ان کے علماء نے لکھی ہیں۔ اگر یہ معاملہ اتنا آسان ہوتا

تو پھر تفاسیر لکھنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی۔ یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ ایک ہی لفظ یا جملے کے متعدد مفہوم اپنی اپنی تحقیق اور علم کے مطابق علماء نے لکھے ہیں۔ اسی لیے ایک ایک صحیفے کی کئی کئی تفاسیر متعدد علماء کے ذریعے لکھی گئیں۔ چنانچہ ویدوں کی بھی متعدد تفاسیر موجود ہیں اور قرآن و دیگر صحائف کی بھی۔ اس سلسلے میں مناسب اور مبنی بر انصاف طریقہ یہ ہے کہ کسی بات کا کوئی نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے اس کے پسِ منظر اور سیاق و سباق کو سامنے رکھا جائے نیز وقت ضرورت تفاسیر کی طرف بھی رجوع کیا جائے اور دیکھا جائے کہ مفسرین نے کیا تشریح کی ہے۔ اس کے بعد ہی کوئی نتیجہ نکالنا مناسب ہوگا۔ ہم اپنی اس بات کی مزید وضاحت کے لیے بے شمار مثالیں پیش کر سکتے ہیں لیکن طوالت سے بچنے کے لیے یہاں صرف ایک مثال پیش کرنا کافی ہوگا:

ہندو دھرم کے عظیم عالم اور ویدوں کے مترجم و مفسّر کشیم کرن داس ترویدی جی نے اتھر وید کے اشلوک 20/93/1 کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ ''وید مخالفوں کو ہلاک کر دے۔'' اگر کوئی شخص یا ادارہ مذکورہ اشلوک کے ظاہری الفاظ اور معنی کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کر لے اور اس کا پروپگنڈہ کرنے لگے کہ ویدوں کی تعلیم ہے کہ بودھوں، جینیوں، سکھوں، عیسائیوں، یہودیوں، مسلمانوں اور ان بے شمار لوگوں کو ہلاک کر دیا جائے جو ویدوں میں عقیدت نہیں رکھتے، تو کیا اس رویے کو درست قرار دیا جائے گا؟

یہ تو ان مذہبی صحائف کی بات ہے جن کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے آئے ہوئے ہیں اور جن کے ساتھ ان کے حاملین کی عقیدتیں وابستہ ہوتی ہیں، کیا کسی فرد یا ادارے کو اس بات کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ ملک کے دستور اور ضابطۂ قوانین و تعزیرات کی کتابوں کے کسی لفظ یا عبارت کے ظاہری معنی و مفہوم کی بنا پر کوئی من مانا نتیجہ اخذ کر لے اور اس کے پس منظر، رہنما اصول اور اس ضمن کی دیگر دفعات کو پیشِ نظر نہ رکھے۔ اگر یہ رویّہ درست ہوتا تو پھر دستور و قوانین سے متعلق باتوں کی وضاحت اور ان کے معنی متعین کرنے کے لیے آئین و قوانین کے ماہرین کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اگر مذہبی یا قانونی امور کے ساتھ یہ احتیاط نہ رکھی گئی تو خطرناک اور سنگین صورت حال پیش آ سکتی ہے اور یہ رویّہ آگ اور پانی سے کھیلنے کے مترادف ہو سکتا ہے۔

جہاد اور جنگ وقتال

معترضین ایک غلطی یہ کرتے ہیں کہ جہاد اور جنگ وقتال کو ایک ہی خانے میں رکھ دیتے ہیں۔ یہ لوگ مطالعہ کرنے اور کسی بات کی حقیقت کا پتا لگانے کی زحمت نہیں کرتے۔ جہاد کے معنی مطلق جنگ وقتال کے نہیں ہیں، بلکہ اس کے معنی ہیں جدوجہد کرنا، جی توڑ کوشش کرنا، دباؤ ڈالنا، سختیاں جھیلنا اور مصیبتیں اٹھانا وغیرہ۔

قرآن میں ہے :

فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا .

"(اے نبیؐ!) منکرین حق کی پیروی ہرگز نہ کرو اور اس قرآن کو لے کر ان کے ساتھ زبردست جہاد کرو۔" (25:52)

قرآن کی اس آیت میں جہاد سے مراد جنگ وقتال نہیں بلکہ سعی وجدوجہد اور جی توڑ کوشش کرنا ہے۔

ایک دوسری جگہ قرآن میں فرمایا گیا :

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا . اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .

"جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب (ایمان لانے کی وجہ سے) وہ ستائے گئے تو انہوں نے گھر بار چھوڑ دیے، ہجرت کی، راہ خدا میں سختیاں جھیلیں اور صبر سے کام لیا۔ ان کے لیے ان باتوں کے بعد یقیناً تیرا رب غفور رحیم ہے۔" (16:110)

قرآن کی اس آیت میں بھی جہاد سے مراد سختیاں برداشت کرنا اور مصیبتیں اٹھانا ہے نہ کہ جنگ وقتال۔

ایک دوسری جگہ قرآن میں خدا فرماتا ہے :

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنیَا مَعْرُوفاً.

''اگر وہ (یعنی والدین) تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھرائے، جس کا تجھے کوئی علم نہیں، تو ان کی (یہ) بات ہرگز نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔'' (31:15)

قرآن کی اس آیت میں ''جَاهَدٰکَ'' لفظ استعمال ہوا ہے جو جہاد ہی ہے، لیکن یہاں اس کے معنی 'دباؤ ڈالنا' ہے نہ کہ جنگ جیسا کہ سیاق سے صاف معلوم ہوتا ہے۔

ایک دوسری جگہ قرآن میں فرمایا :

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِه.

''جو شخص جدوجہد کرتا ہے وہ تو خود اپنے ہی بھلے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔'' (29:6)

قرآن میں ایک مقام پر ہے :

وَالَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ.

''وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جی توڑ کوشش کی انہیں ہم ضرور اپنی راہیں دکھائیں گے۔ بلاشبہ اللہ خوب کاروں کے ساتھ ہے۔'' (29:69)

اللہ کے پیغمبر حضرت محمدؐ نے فرمایا :

''سب سے بڑا جہاد اپنے نفس پر قابو پانا ہے۔'' (حدیث)

مندرجہ بالا مقامات پر لفظ جہاد استعمال ہوا ہے، لیکن یہاں اس کا مفہوم جنگ وقتال نہیں ہے جیسا کہ سیاق سے واضح ہے۔

البتہ اسی جدوجہد اور جی توڑ کوشش کا ایک مرحلہ طاقت کا استعمال یعنی جنگ بھی ہے اور قرآن مجید میں جہاد لفظ متعدد بار جنگ کے لیے بھی آیا ہے۔ ویسے عام طور پر جنگ اور لڑائی کے لیے قرآن میں قتال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

جہاد اور جنگ وقتال سے متعلق اگر قرآن مجید کی کسی آیت پر واقعی کسی کو کوئی اعتراض ہے تو اسے چاہیے کہ جس آیت پر اعتراض ہے، اس سے قبل کی چند آیات کو اس کے بعد کی چند آیات کے ساتھ ملا کر پڑھے۔ اس طرح عام طور پر اعتراض خود رفع ہو جائے گا اور یہ بات

واضح ہو جائے گی کہ قرآن نے جہاں بھی جنگ وقتال کی یا کسی کو موت کی سزا دینے کی ہدایت دی ہے، وہ یا تو جنگی احکام ہیں یا پھر عدل وانصاف کے قیام اور زمین پر امن وامان قائم کرنے کے لازمی تقاضوں کے طور پر وہ ہدایت دی گئی ہے اور یہ بات کسی بھی سماج یا ملک میں قابل اعتراض نہیں ہوتی، بلکہ ملک میں امن وامان اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے ضروری قرار دی جاتی ہے۔ دنگے فساد کا موقع ہو یا الیکشن کے وقت بوتھ (Booth) پر قبضہ کرنے کا، دہشت گردوں کا معاملہ ہو یا کسی ملک کا کسی ملک پر فوج کشی کا، ہر سماج اور ہر ملک میں ایسے عناصر کو دیکھتے ہی گولی مارنے (Shoot at Sight) کا حکم دیا جاتا ہے اور کوئی بھی شخص اس کاروائی کو ظلم یا ہنسا (हिंसा تشدد) نہیں کہتا۔ خود ہمارے ملک میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور متعلقہ ذمے داران کو قانوناً اس کا حق حاصل ہے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اس طرح کی ہدایات دی گئی ہیں، وہاں اگر ان کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ہدایات مذکورہ بالا حالات میں ہی دی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن مجید میں ہے :

وَقَاتِلُوافِى سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ.

''اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں مگر زیادتی نہ کرنا۔ بلاشبہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (2:190)

قرآن مجید کی اس آیت میں جنگ وقتال سے متعلق ایسے قیمتی اور مسلمہ اصول بیان کیے گئے ہیں جو صرف مالکِ حقیقی خدا کی جانب سے ہی ہو سکتے ہیں :

(1) اسلامی حکومت کو اس اصول کا پابند بنایا گیا ہے کہ جنگ صرف اللہ کی راہ میں کی جا سکتی ہے۔ یعنی تمہاری جنگ نہ تو مادّی مقاصد اور فوائد کے لیے ہو، نہ اپنا غلبہ ثابت کرنے کے لیے۔ اللہ کی راہ کا مطلب ہے حق وانصاف کی راہ۔ اپنے مالک حقیقی کی مرضی اور اس کی بتائی ہوئی ضرورت کے لیے۔

(2) صرف انہیں لوگوں سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو تم سے جنگ پر آمادہ ہیں یا جنھوں نے تمہارے خلاف جنگ چھیڑ دی ہے۔

(3) اگر جنگ کی نوبت آ جائے تب بھی جنگ کی کچھ حدود متعین کی گئی ہیں جن کا پاس ولحاظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور ان کا لحاظ نہ رکھنے والے لوگوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ خدا کو ایسے لوگ بالکل پسند نہیں ہیں اور جنہیں خدا پسند نہیں کرتا ان کا انجام آخرت میں دردناک سزا اور جہنم کی آگ ہے جیسا کہ قرآن کی دیگر متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

جنگ کی حدود اور وہ باتیں جن کا پاس ولحاظ رکھنا حاکم حقیقی اللہ نے لازم قرار دیا ہے، قرآن مجید اور احادیث رسولؐ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً دشمنوں کی عورتوں' بچوں اور بوڑھوں اور زخمیوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ جو لوگ عبادت اور پوجا پاٹھ میں مصروف ہیں انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ فصلوں اور درختوں کو برباد نہ کیا جائے اور جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔ دشمنوں کی لاشوں کا مثلہ نہ کیا جائے، وغیرہ۔

دوران جنگ ان حدود کی پابندی نہ کرنے اور ان باتوں کا لحاظ نہ رکھنے پر اللہ نے یہ وارننگ دی ہے کہ تمہاری ساری محنت اور ساری قربانیاں بے سود ہوں گی، بلکہ الٹے تم خدا کے مغضوب اور مجرم قرار پاؤ گے۔

یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ اسلام نے اگر ایک جانب اچھے کاموں پر جنت کی خوش خبری دی ہے تو دوسری طرف نافرمانیوں اور غلط کاموں پر آخرت میں دردناک عذاب سے ڈرایا بھی ہے اور اس عقیدۂ آخرت کی بنیاد پر اپنے احکام پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ آخرت کا عقیدہ دل ودماغ میں راسخ ہونے کے بعد کوئی شخص غلط کاموں کی جرأت نہیں کر سکتا۔

دنیا کے قوانین میں ظلم وزیادتی کرنے والوں کو صرف دنیا کی سزاؤں سے ڈرایا گیا ہے، آخرت کا تو تصور بھی وہاں نہیں پایا جاتا۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ بہت سے لوگ پولس اور فوج کے مظالم کو مظالم نہیں سمجھتے، اس لیے کہ انہیں ان کے اندر حوصلہ پست ہونے کا خطرہ نظر آتا ہے،

لیکن اسلام نے عام انسان اور پولس وفوج سب کو ایک صف میں کھڑا کیا ہے اور وہ ظلم وزیادتی کرنے والے کی نہ صرف دنیا میں پکڑ کرتا ہے بلکہ یکساں طور پر سب کو آخرت کے عذاب سے بھی ڈراتا ہے جیسا کہ اُوپر کی آیاتِ قرآنی سے واضح ہے اور آئندہ بھی ایسی آیات آرہی ہیں۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ فرمایا گیا :

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔

’’اور تم اللہ کی راہ میں ان بے بس ومظلوم مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے کیوں نہیں لڑتے (جو کمزور پاکر دبا لیے گئے ہیں اور ظلم وستم سہتے سہتے بدحال ہو چکے ہیں اور) جو فریاد کررہے ہیں کہ ہمارے رب، تو ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں۔ اور تو اپنی طرف سے ہمارے لیے سرپرست (محافظ) پیدا کر اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔‘‘ (4:75)

قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا گیا :

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۨ. الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ.

’’جن لوگوں کے خلاف جنگ کی جارہی ہے (یعنی اہل ایمان) انہیں بھی لڑنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ کیوں کہ ان پر ظلم ہوا ہے۔ اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے گئے، ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔‘‘ (22:39-40)

ابتداء میں جس آیتِ قرآنی کی تشریح میں ہم نے یہ باتیں عرض کی ہیں، اس آیت کے بعد کی چند آیات بھی یہاں پیش ہیں، جن سے صورت حال مزید واضح ہو جاتی ہے :

وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

الْمُعْتَدِیْنَ○ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ج وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ ج فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۔اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ.

”جولوگ تم سے جنگ کررہے ہیں ان سے اللہ کی راہ میں جنگ کرومگر جنگ میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ (یعنی ظلم وزیادتی پر نہ اترآو) کیونکہ اللہ ظلم وزیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ان سے لڑو جہاں بھی تمہارا ان سے مقابلہ پیش آئے اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے انہیں نکالو کیونکہ قتل اگرچہ برا ہے، مگرفتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔پھر جب تک وہ تم سے مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے قریب جنگ نہ کریں تم بھی اس کے پاس ان سے جنگ نہ کرو، لیکن اگر وہ تم سے وہاں جنگ کریں تو تم بھی انہیں مارو کیوں کہ ایسے کافروں کی یہی سزا ہے۔پھر اگر وہ باز آجائیں تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔تم ان سے جنگ کیے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لیے ہو جائے۔پھر اگر وہ باز آجائیں تو جان لو کہ سزا ظالموں کے سوا اور کسی کے لیے نہیں ہے۔ماہ حرام کا عوض ماہ حرام ہے اور تمام آداب اور حرمتوں کے بدلے ہیں۔پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہو۔مگر اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ صرف متقیوں کے ساتھ ہے (جو اس کی حد سے تجاوز نہیں کرتے)۔“ (2:190-194)

معترضین نے مندرجہ بالا آیات قرآنی کو مکمل طور پر پیش کرنے کے بجائے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ان کے درمیان سے فقرے نقل کیے ہیں کہ ”کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو“، ”فتنہ قتل سے زیادہ برا ہے“، ”تم ان سے برابر جنگ کیے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لیے ہو جائے“ ۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ۔حالانکہ انصاف پسند کوئی شخص بھی قرآن کی ان پوری آیات کو ایک ساتھ پڑھے گا اور ان حالات کو اپنے سامنے رکھے گا جن میں یہ بات کہی جا رہی

ہے تو وہ ہرگز وہ نتیجہ نہیں نکال سکتا جو اعتراض کرنے والے ہمارے ان نادان بھائیوں نے نکالا ہے کہ قرآن مسلمانوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ غیر مسلموں کو قتل کر دیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں کفار و مشرکین سے جنگ وقتال کرنے کی جو بات کہی گئی ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مشرک یا کافر ہیں، بلکہ یہ ہدایت اس لیے دی گئی ہے کہ انہوں نے پیغمبر ﷺ اور اس کے ماننے والے اہل ایمان کی زندگی دو بھر کر دی تھی، ان پر طرح طرح کے دردناک ظلم ڈھاتے تھے۔ دہکتے انگاروں پر انہیں ننگی پیٹھ لٹا کر بھاری پتھر ان پر رکھ دیتے تھے، تپتی ریت میں ننگا کر کے انہیں گھسیٹتے تھے، لوہے کی گرم سلاخوں سے ان کے جسموں کو داغتے تھے، ان کی عورتوں کے ساتھ انتہائی گھناؤنا اور رسوا کن سلوک کرتے تھے، ان کی بے حرمتی کرتے تھے ان کا سماجی اور معاشی بائیکاٹ کرتے کہ یہ بیچارے (پیغمبرؐ اور اہل ایمان) درختوں کے پتے کھانے اور سوکھے چمڑے بھگو کر چبانے پر مجبور ہوتے۔ ان ظالموں کی جرأت یہاں تک ہو گئی کہ پیغمبرؐ کو قتل کر ڈالنے کی ناکام سازش تک انہوں نے کر ڈالی۔ ان ظالموں نے پیغمبر اور اہل ایمان کو ان کے اپنے گھروں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا اور اس پر مزید ستم یہ کر رہے تھے کہ اہل ایمان نے ان ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لیے جن مقامات پر پناہ لے رکھی تھی یہ ظالم وہاں بھی بار بار ان پر حملہ کرتے تھے۔ یہ اہل ایمان کو نیست و نابود کر دینے پر آمادہ تھے نیز دیگر قبیلوں، گروہوں اور قوموں سے اپنے ان ناپاک اور ظالمانہ عزائم کی تکمیل میں مدد حاصل کرتے تھے۔ یہ حقیقت پیغمبرؐ کے حالات اور قرآن کی ان آیات کے سیاق وسباق سے بالکل عیاں ہے جن میں جنگ کی بات کی گئی ہے۔

یہ سارے مظالم پیغمبرؐ اور اس کے پیرووں پر وہ صرف اس لیے کرتے تھے کہ یہ لوگ خدا کو ایک مانتے، حضرت محمدؐ کو اس کا پیغمبر تسلیم کرتے تھے۔ وہ خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتے اور شراب، جوا، بے حیائی، لڑکیوں پر ظلم و زیادتی کرنے، جھگڑا لڑائی اور دیگر سماجی، معاشرتی اور اخلاقی برائیوں سے دور رہتے تھے۔

اب ذرا ایمانداری سے بتائیے کہ کیا ایسے ظالموں پر پھول برسانے کی ہدایت جاری کرنی چاہیے؟

قرآن مجید نے خودنہایت واضح طور پر متعدد بار یہ بات بتائی ہے کہ کسی شخص کو بھی اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی شخص کو اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے قتل یا کوئی دوسری سزا دی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی شخص زور زبردستی سے اسلام قبول کر بھی لے تو اس کا ایمان غیر معتبر ہے اور اللہ کے نزدیک سرے سے قابل قبول ہی نہیں ہے، کیونکہ ایمان کے لیے لازمی شرط دل کی آمادگی اور رضامندی ہے۔ تلوار یا طاقت سے یہ کام انجام نہیں دیا جاسکتا۔ قرآن نے اپنی دعوت اور پیغام کو مدلّل طور پر نہایت واضح انداز میں پیش کرنے کے بعد انسان کو اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کی مکمل آزادی دی ہے۔ اس موضوع پر مزید روشنی ہم آگے ''قرآن اور مذہبی آزادی'' عنوان کے تحت ڈالیں گے۔

ایک ضروری وضاحت

یہاں یہ بات بھی واضح طور پر ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جنگ یا سزا سے متعلق یہ ہدایات قرآن مجید نے اپنے متبعین کو انفرادی طور پر فرداً فرداً نہیں دی ہیں بلکہ یہ ہدایات اسلامی حکومت اور برسر اقتدار گروہ کو دی گئی ہیں نیز ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک عدالتی اور تنظیمی نظام بھی دیا گیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ معترضین اپنی بات کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں گویا ہر مسلمان کو انفرادی طور پر کسی کو موت کی سزا دینے یا کسی فسادی کو قتل کر ڈالنے کا حق و حکم قرآن میں دیا گیا ہے۔ معترضین کا یہ انداز نہ صرف یہ کہ حق و انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے بلکہ حق و انصاف کا مذاق اڑانے والا ہے۔

مالِ غنیمت

قرآن مجید میں جنگ میں حاصل شدہ مال کے بارے میں، جسے اصطلاح میں مالِ غنیمت کہا جاتا ہے، احکام دیے گئے ہیں۔ لیکن زبردستی کا اعتراض کرنے والے لوگ حق و انصاف کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ قرآن مسلمانوں کو لوٹ کھسوٹ کی تعلیم دیتا ہے۔ عقل و فہم رکھنے والا ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ دنیا کے ہر

ملک میں جنگ میں حاصل شدہ مال سے استفادہ کرنا بالکل جائز مانا جاتا ہے اور خود ہندو دھرم میں بھی اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔

ہندو دھرم میں جنگ وقتال اور مالِ غنیمت سے متعلق تعلیمات وہدایات

اس وقت ہمارے پیشِ نظر قرآن مجید پر اعتراضات کرنے والے وہ لوگ ہیں جو خود ہندو دھرم سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے یہ جاننا مناسب ہوگا کہ خود ہندو دھرم میں جنگ وقتال اور مال غنیمت (جنگ میں حاصل شدہ مال) کے سلسلے میں کیا ہدایتیں دی گئی ہیں، چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

रुद्रो वो ग्रीवा अशरैत् पिशाचा: पृष्टीर्वोऽपि शृणातु यातुधाना:।
वीरुद् वो विश्वतोवीर्या यमेन समजीगमत् ॥2॥

(अथर्ववेद 6-32-2)

''اے گوشت خور! تمہارے دکھ دور کرنے والے فوجی کمانڈر نے تمہاری گردن کو توڑ ڈالا ہے۔اے دکھ پہنچانے والو! تمہاری پسلیاں بھی توڑے سب طرف سے قدرت والی مختلف قسم سے عتاب دینے والی قوت (خدا) نے تم کو اصولوں کا پابند کیا ہے۔''[2]

اس اشلوک کی تفسیر بیان کرتے ہوئے پنڈت کشیم کرن داس ترویدی جی لکھتے ہیں:

''جلالی شہنشاہ، تکلیف دہ دشمنوں اور امراض کا ہمیشہ مقابلہ کرے۔اس خدا نے سب کے اعمال کو وید کے ذریعہ اصولوں اور ضابطوں کا پابند کیا ہے۔''[3]

निर्हस्ता: सन्तु शत्रवोऽङ्गैषां म्लापयामसि।
अथैषामिन्द्र वेदांसि शतशो वि भजामहै ॥3॥

(अथर्ववेद 6-66-3)

''دشمن خالی ہاتھ (بے سہارا) ہو جائیں، ہم ان کے اعضاء کو مفلوج کرتے ہیں اور اس طرح اے ذوالجلال سپہ سالار اِندر ہم ان کی ساری دولت آپس میں سیکڑوں طرح سے بانٹ لیں۔''[4]

اس اشلوک کی تشریح کرتے ہوئے پنڈت کشیم کرن داس ترویدی جی لکھتے ہیں :

''فاتح بہادر دشمنوں کو فتح کر کے سپہ سالار کی ہدایت کے مطابق حکومت کا حصہ نکال کران کے مال و دولت تقسیم کرلیں۔''۵

ऐषु नह्य वृषाजिनं हरिणस्या भियं कृधि।
पराङमित्र एषत्वर्वाची गौरुपेषतु ।। (अथर्ववेद 6-67-3)

''(اے سپہ سالار!) ان (اپنے بہادروں) میں طاقتور شخص کو زرہ پہنا دے اور (دشمنوں میں) ہرن کی طرح بزدلی پیدا کردے۔ دشمن الٹے منہ چلا جائے۔ زمین (میدانِ جنگ اور سلطنت) ہماری طرف آجائے۔''۶

एवा त्वं देव्यघ्न्ये ब्रह्मज्यस्य कृतागसो देवपीयोरराधस:।।
वज्रेण शतपर्वणा तीक्ष्णेन क्षुरभृष्टिना ।।
प्र स्कन्धान् प्र शिरो जहि ।।
लोमान्यस्य सं छिन्धि त्वचमस्य वि वेष्टय।।
मांसान्यस्य शातय स्नावान्यस्य सं वृह।।
अस्थीन्यस्य पीडय मज्जानमस्य निर्जहि।
सर्वास्याङ्गा पर्वाणि वि श्रथय।। (अथर्ववेद 12:5:65-71)

''اے دیوی (اعلیٰ صفات سے متصف) اے اودھیہ! تو اسی طرح متقیوں کے لیے نقصان دہ مجرم، علماء کو اذیت دینے والے بخیل شخص کے، سیکڑوں جوڑ والے، تیز چھرے کی سی دھار والے وجر (वज्र) سے کندھوں اور سر کو توڑ توڑ دے۔ اس (وید مخالف) کے بالوں کو کاٹ ڈال، اس کی کھال اتار لے۔ اس کے گوشت کے ٹکڑوں کو بوٹی بوٹی کردے۔ اس کی نسوں اور پٹھوں کو اینٹھ دے۔ اس کی ہڈیاں مسل ڈال۔ اس کی مینگ نکال دے۔ اس کے سب اعضاء اور جوڑوں کو ڈھیلا کردے۔''۷

وید کے مندجہ بالا اشلوکوں میں سے 65-67 کی تشریح بیان کرتے ہوئے پنڈت کشیم کرن داس ترویدی جی لکھتے ہیں :

''ویدوں کا پیرو دیندار بادشاہ وید کے مخالف ظالموں کو سخت سزا دے۔''

نیز مندرجہ بالا اشلوکوں میں سے 68-71 کی تشریح یہ بیان کرتے ہیں:

''باصول، مذہب کا عالم بادشاہ وید کی راہ پر چل کر وید سے منحرف ظالموں کو مختلف قسم کی سزا دے کر اذیت دے۔'' ۸

मूढा अमित्राश्चरताशीर्षाण इवाहय:।
तेषां वो अग्निमूढानामिन्द्रो हन्तु वरंवरम्।। (अथर्व० 6-67-2)

''اے گھبرائے ہوئے تکلیف پہنچانے والے دشمنو! بغیر سر والے سانپوں کی طرح کوشش کرو۔ جلالی بہادر بادشاہ اگنی سے گھبرائے ہوئے ان تم سب میں سے اچھے اچھوں کو چن کر مارے۔'' ۹

اس اشلوک کی تشریح کرتے ہوئے ویدوں کے مترجم پنڈت کشیم کرن داس ترویدی جی لکھتے ہیں :

''ماہر سپہ سالار اس طرح جنگی اسکیم بنائے کہ دشمن کی فوج تباہ ہو کر گھبرا جائے اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے جائیں۔'' ۱۰

पियारूणां प्रजां जहि (अथर्ववेद—11-2-21)

''ہنسک لوگوں کے عوام کو ہلاک کر'' ۱۱

अव ब्रह्मद्विषों जहि (अथर्ववेद—20-93-1)

''وید مخالفوں کو ہلاک کر دے۔'' ۱۲

त्वं तूर्यं तरुष्यत: (अथर्ववेद—20-105-1)

''تو مارنے والے دشمنوں کو مار۔'' ۱۳

सर्व परिक्रोशं जहि जम्भया कृकदाश्वम् (अथर्ववेद—20-74-7)

''(اے بادشاہ) تو ہر برائی بیان کرنے والے اور تکلیف دینے والے تک پہنچ اور مار ڈال۔'' ۱۴

समिन्द्र गर्दभं मृण नुवन्तं पापयामुया (अथर्ववेद—20-74-5)

''اے اندر! (بڑے جلالی بادشاہ) معصیت کے ساتھ توصیف کرتے ہوئے گدھے کی طرح بلا وجہ آواز کرنے والے عیب جو شخص) کو مار ڈال۔'' ۱۵

चक्षुर्मन्त्रस्य दुर्हार्द: पृष्टीरपि शृणाञ्जन (अथर्ववेद—19-45-1)

''اے آنجن آنکھ کے اشارے سے نقصان پہنچانے والے! ظالم دل والے کی پسلیوں کو توڑ۔'' ۱۶

जितमस्माकम् (अथर्ववेद—10-5-36)

''جو جیت لیا گیا وہ سب ہمارا ہے۔'' ۱۷

छत्रूयतामा भरा भोजनानि (अथर्ववेद—4-22-6)

''دشمنوں جیسا رویہ اپنانے والوں کے ذرائع رزق یہاں لا۔'' ۱۸

گیتا میں کرشن جی کہتے ہیں :

यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्गद्वारमपावृतम् ।
सुखिन: क्षत्रिया: पार्थ लभन्ते युद्धमीदृशम् ।।32।।
अथ चेत्त्वमिमं धर्म्यं सङ्ग्रामं न करिष्यसि ।
तत: स्वधर्मं कीर्तिं च हित्वा पापमवाप्स्यसि ।।33।।
अकीर्तिं चापि भूतानि कथयिष्यन्ति तेऽव्ययाम् ।
सम्भावितस्य चाकीर्तिर्मरणादतिरिच्यते ।।34।।
(श्रीमद्भगवद्गीता 2:32-34)

''اے پارتھ (ارجن)! اپنے آپ حاصل ہوئے اور کھلے ہوئے سورگ (جنت) کے دروازے کی طرح کی ایسی جنگ کو خوش نصیب کشتریہ (क्षत्रिय) لوگ ہی پاتے ہیں۔ اور اگر تو اس مذہبی جنگ کو نہیں کرے گا تو اپنے دین اور شہرت و نیک نامی کو کھو کر معصیت میں پڑ جائے گا۔ اور سب لوگ تیری ایک لمبے عرصے تک رہنے والی بدنامی اور ذلت و رسوائی کو بھی موضوع گفتگو بناتے رہیں گے اور وہ بدنامی اور ذلت و رسوائی با عزت آدمی کے لیے موت سے بھی زیادہ بری ہوتی ہے'' ۱۹

यच्चास्य सुकृतं किञ्चिदमुत्रार्थमुपार्जितम् ।
भर्ता तत्सर्वमादत्ते परावृत्तहतस्य तु ।।
रथाश्वं हस्तिनं छत्रं धनं धान्यं पशून् स्त्रिय: ।
सर्वद्रव्याणि कुप्यं च यो यज्जयति तस्य तत् ।। (मनुस्मृति,7:95-96)

''جنگ میں بھاگنے والے کے آخرت کے لیے جمع تمام اجر و ثواب اس کے مالک کو حاصل ہوتے ہیں۔ رتھ، گھوڑے، ہاتھی، چھتر، مال و دولت، جانور، عورت (لونڈی وغیرہ) گڑ، نمک، مادی چیزیں (چاندی سونا چھوڑ کر) تانبا، پیتل وغیرہ چیزیں ان میں جس چیز کو جو جیت کر لاتا ہے وہ اسی کا ہوتا ہے۔'' ۲۰

राज्ञश्च दद्युरुद्धारमित्येषा वैदिकी श्रुति: ।
राज्ञा च सर्वयोधेभ्यो दातव्यमपृथग्जितम् ।। (मनुस्मृति, 7:97)

''لڑنے والے جنگ میں جیتے ہوئے ہاتھی، گھوڑے، رتھ (سواری) وغیرہ سب کچھ بادشاہ کے حوالے کردے۔ یہ وید کا قول ہے۔ تمام فوجیوں کے ذریعے ایک ساتھ جیتا ہوا جو مال ہو اسے بادشاہ فوجیوں میں تقسیم کردے۔'' ۲۱

बकवच्चिन्तयेदर्थान् सिंहवच्च पराक्रमेत् ।
वृकवच्चावलुम्पेत शशवच्च विनिष्पतेत् ।। (मनुस्मृति, 7:106)

''(بادشاہ) بگلے کی طرح مال و دولت حاصل کرنے کی فکر کرے، شیر کی طرح حملہ کرے، بھیڑیے کی طرح موقع پا کر دشمن کو ہلاک کر ڈالے اور طاقتور دشمن سے گھر جانے پر خرگوش کی طرح نکل بھاگے۔'' ۲۲

ہنومان جی کے ذریعے لنکا کو آگ لگا کر راکھ کر دینا، سیتا جی کو چھڑانے کے لیے شری رام چندر جی کا لنکا پر حملہ آور ہونا اور ایک ہی خاندان پانڈو و کوروؤں کے درمیان بھیانک اور خون ریز مہابھارت کی جنگ کے واقعات اور تفصیلات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، یہ معترضین بھائی ان کے بارے میں ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ہم نے یہاں صرف چند نمونے پیش کرنے ہی پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس سلسلے کی تعلیمات ویدوں، گیتا، منواسمرتی اور دیگر صحائف میں بکثرت موجود ہیں۔ ہندو دھرم کی ان تعلیمات وہدایات کا پس منظر اور سیاق وسباق کا لحاظ کیے بغیر صرف ان کے الفاظ کے ظاہری مفہوم کو دیکھ کر کوئی شخص اپنا من مانا نتیجہ نکالنے لگے تو کیا قرآن پر اعتراضات کرنے والے ہمارے یہ بھائی اس رویے کو درست قرار دیں گے؟

سوچنے کا صحیح انداز

قرآن مجید کی تعلیمات پر اعتراض کرنے والے بھائیوں سے ہماری گزارش ہے کہ اگر وہ واقعی حق وصداقت کو کچھ بھی اہمیت دیتے ہیں اور حقیقت کو جاننے کے خواہش مند ہیں تو وہ اوّلاً حضرت محمدؐ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور پھر ایک بار پورے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ ڈالیں۔ اس کے بعد وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ قرآن مجید اور پیغمبر خدا حضرت محمدؐ کا اصل مقصد کیا ہے؟ آپ کی نظر میں ان دونوں کی حیثیت کیا قرار پاتی ہے؟ پھر آپ کوئی بھی نتیجہ نکالنے کے

لیے آزاد ہیں۔

اگر پیغمبرؑ کے حالات اور قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہونچیں (اور انشاء اللہ یقیناً پہونچیں گے) کہ درحقیقت ان کا مقصد تو دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنا، انسانوں کو حقیقی سکون اور کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے اور انھیں ایک اچھا انسان اور ایک مثالی شہری بنانا ہے، لیکن ساتھ ہی ان کی بعض تعلیمات آپ کی نظر میں کھٹکیں تو پھر ایسی صورت میں آپ کے سوچنے کا انداز بالکل مختلف ہوگا۔ آپ ان کھٹکنے والی باتوں کا جو کسی وجہ سے آپ کی سمجھ میں نہیں آرہی ہیں، ازالہ صحیح سوچ اور مثبت انداز سے کریں گے اور ان باتوں کی ایسی تاویل کریں گے اور ان کا ایسا مفہوم متعین کریں گے جو مقصد سے ہم آہنگ ہو۔ اس بات کو ایک مثال سے سمجھنا مناسب ہوگا:

آپ ایک ٹیچر ہیں اور ایک بچے کو اس کی کسی غلطی پر کوئی سزا دے رہے ہیں۔ ایک اجنبی شخص جو نہیں جانتا کہ آپ کی حیثیت ایک ٹیچر کی ہے بلکہ وہ آپ کو ایک عام آدمی سمجھ رہا ہے اور آپ کے ذریعے اس بچے کو سزا دیے جانے کے منظر کو دیکھ رہا ہے، ایسا شخص آپ کے اس فعل کو قابل مذمت فعل سمجھے گا، اور جگہ جگہ اس بات کا تذکرہ کرے گا کہ آج میں نے ایک ظالم انسان کو دیکھا جو ایک معصوم بچے کو سزا دے رہا تھا۔ لیکن اگر اس شخص کے علم میں یہ بات آجائے کہ آپ ایک استاد ہیں اور استاد کی حیثیت سے کسی بات پر، خواہ وہ بات اس شخص پر عیاں نہ ہو، اس بچے کو سزا دے رہے ہیں، تو آپ کی یہ حیثیت اس شخص کے سامنے آنے کے بعد اس کے ذہن میں سرے سے یہ خیال پیدا ہی نہیں ہوگا کہ آپ ظالم انسان ہیں جو کسی بچے پر ظلم کر رہے ہیں۔ اس صورت حال میں وہ شخص اس واقعے کا کسی سے تذکرہ تک نہیں کرے گا۔

ایک ہی واقعے میں آدمی واقعے کا پس منظر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایک نتیجہ اخذ کرتا ہے اور پس منظر اور مقصد معلوم ہو جانے کے بعد بالکل برعکس دوسرا نتیجہ نکالتا ہے۔

اس طرح کی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ کہیں جیل میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھا رہے لوگ ہیں، کہیں پھانسی کے تختے پر کسی کو چڑھایا جا رہا ہے یا کہیں پولیس کو زدو

کوب کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہیں فوجی وردی میں بندوق دھاری فوجیوں کو انسانوں کو نشانہ بناتے دیکھا جاسکتا ہے۔ چونکہ ان سب واقعات کا پس منظر اور ان لوگوں کی حیثیت ہمارے سامنے عیاں ہے، اس لیے یہ بات کبھی ہمارے ذہن میں نہیں کھٹکتی کہ اتنے سارے لوگوں کو جیل کی سلاخوں اور کوٹھریوں میں کیوں بند رکھا گیا ہے؟ یہ تو بڑا ظلم ہے! فلاں قاتل یا دہشت گرد اور فسادی کو کیوں پھانسی دی گئی؟ یہ تو بڑی ہنسا (हिंसा) کی بات ہے! فسادیوں اور دہشت گردوں کو محافظ دستے گولیوں سے کیوں بھون رہے ہیں؟ یہ تو بڑی بے رحمی کی بات ہے! ملک کی سرحدوں پر فوجی جوان کیوں دشمنوں کو ڈھیر کر رہے ہیں؟ یہ تو انسانوں پر بڑا ظلم ہے!

ان مواقع پر سب لوگ یک زبان ہو کر بجا طور پر یہی کہتے ہیں کہ یہ ناگوار کام اس بڑے مقصد کے حصول کے لیے کرنے پڑ رہے ہیں جسے ہم حق و انصاف، امن وسکون اور سلامتی کہتے ہیں۔

گلاب کے پھول کی ہر کوئی تعریف کرتا ہے اور اس کے کانٹوں کا کوئی ذکر نہیں کرتا، کیوں؟ اس لیے کہ گلاب کی حیثیت اور اس کا مقصد سب پر عیاں ہوتا ہے۔ کانٹے اس مقصد کی تکمیل کا سبب بنتے ہیں۔ چاہے یہ بات ہر کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اسی اصول پر آپ قرآن مجید کی جنگ وقتال اور جہاد سے متعلق تعلیمات کا جائزہ لیں گے تو عام طور پر آپ کا اس سے متعلق ہر اعتراض خود بخود رفع ہو جائے گا اور اس کے بارے میں آپ کے ذہن میں کوئی تردد باقی نہ رہے گا۔

قرآن مجید کا مقصد انسان کو دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار کرنا اور عدل و انصاف کا قیام ہے اور امن وامان کا ماحول پیدا کرنا ہے۔ ایسے اصول انسانوں کو دینا ہے جن پر چل کر یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید انسانوں کے خالق و مالک کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب ہے جو ان کی پوری زندگی کے لیے رہنما ہے۔ انسان کی پوری زندگی میں جنگی امور بھی شامل ہیں اور روزمرہ کے نظم ونسق اور حفاظت وسلامتی کے امور بھی۔ قرآن میں ان سبھی کے بارے میں جو ہدایات دی گئی ہیں انھیں اسی پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے۔

قرآن اور غیر مسلم

کچھ اداروں اور لوگوں نے یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کیا ہے اور مسلسل کیے جارہے ہیں کہ قرآن غیر مسلموں کو برداشت نہیں کرتا۔ انہیں ہلاک اور نیست ونابود کردینے کی تعلیم دیتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیمات سماج اور ملک اور عام انسانوں خصوصاً غیر مسلموں کے تعلق سے کیا ہیں، مختصراً یہاں پیش ہیں۔ اس سے اندازہ ہوسکے گا کہ قرآن کی تعلیمات انسانی سماج کے لیے کتنی زیادہ مفید وبابرکت ہیں اور معترضین کا پروپیگنڈہ کتنا غیر منصفانہ اور گمراہ کن ہے۔

قرآن مجید میں صاف طور پر کہا گیا ہے :

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ.

''زمین میں بگاڑ پیدا نہ کرو۔'' (2:11)

ایک دوسری جگہ قرآن میں ہے :

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰکَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَکَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ.

''جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کا گھر بنانے کا طالب ہو اور دنیا میں اپنا حصہ مت بھول اور بھلائی کر جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور زمین میں بگاڑ وفساد پیدا کرنے کی کوشش مت کر۔ بلاشبہ اللہ بگاڑ وفساد پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (28:77)

ایک جگہ قرآن میں پیغمبرؑ کے ذریعے کہلوایا گیا ہے:

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآئَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ.

''(پیغمبرؑ نے کہا:) اے میری قوم کے لوگو! انصاف کے ساتھ ٹھیک پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا مت دو اور زمین میں بگاڑ وفساد نہ پھیلاتے پھرو۔''

(11:85)

قرآن میں ایک جگہ فرمایا :

تِلۡکَ الدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ نَجۡعَلُهَا لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فَسَادًا وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ.

''وہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ بگاڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور انجام کار تو پرہیز گاروں اور خداترس لوگوں کے لیے ہے۔'' (28:83)

قرآن نے دشمنوں تک سے عدل وانصاف کرنے کی ہدایت دی ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ.

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے راستی پر قائم رہنے والے، انصاف کی گواہی دینے والے بنو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم عدل وانصاف کرنا چھوڑ دو۔ تمہیں چاہیے کہ (ہر حالت میں) انصاف کرو۔ یہی تقوی وخداترسی سے میل کھاتی بات ہے۔ اللہ کا ڈر رکھو، جو کچھ تم کرتے ہو بلاشبہ اللہ کو اس کی خبر ہے۔'' (5:8)

ایک جگہ قرآن نے یہ ہدایت دی :

وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَهٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ.

''بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوا کرتیں۔ تمہیں چاہیے کہ (برائی کا) جواب بھلے طریقے سے دو (اس طریقے پر عمل کرنے کے بعد) تم دیکھو گے کہ جس سے تمہاری دشمنی تھی وہ تمہارا جگری دوست بن گیا ہے۔'' (41:34)

بھلے کاموں میں غیر مسلموں کے ساتھ تعاون کرنے کے سلسلے میں قرآن کہتا ہے :

وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَاتَّقُوا

اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ.

''ایسا ہرگز نہ ہو کہ کسی قوم کی دشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا، تمہیں اس بات پر ابھارے کہ تم ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنے لگو۔ نیکی اور تقوی کے کاموں میں تم ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ البتہ گناہ اور ظلم، زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرنا۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ (نافرمانی پر) سزا دینے میں بہت سخت ہے۔'' (5:2)

قرآن مجید میں سارے ہی انسانوں کے ساتھ بلا لحاظ مذہب وملت عدل وانصاف کرنے، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنے، زمین میں بگاڑ وفساد نہ پھیلانے اور سارے ہی انسانوں کی جان ومال کا احترام کرنے کی اسی قسم کی ہدایات جگہ جگہ دی گئی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ نے یہ قیمتی اور دائمی اصول بھی لوگوں کو دیا ہے:

مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ.

''جس نے کسی شخص کو کسی کے خون کا بدلہ لینے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور سبب سے قتل کیا تو گویا اس نے سارے ہی انسانوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے زندگی بخشی اس نے سارے انسانوں کو زندگی بخشی۔'' (5:32)

قرآن نے ہمیشہ کے لیے یہ اصول مقرر کر دیا ہے کہ کسی بھی انسان کو بلا لحاظ مذہب وملت موت کی سزا نہیں دی جا سکتی، ہاں! دو قسم کے لوگوں کے ساتھ ایسا کیا جا سکتا ہے:

ایک قاتل کو موت کی سزا دی جا سکتی ہے اور دوسرے اس شخص کو موت کی سزا دی جا سکتی ہے جو معاشرہ اور ملک کا امن وامان تباہ کرنے پر تلا ہوا ہو اور اس نے زمین میں فساد برپا کر رکھا ہو۔

قرآن کی اس آیت کریمہ میں مزید یہ صراحت کر دی گئی ہے کہ ایک شخص کا ناحق قتل ایک شخص کا قتل نہیں بلکہ وہ پوری بنی نوع انسان کے قتل کے مترادف ہے اور اسی طرح ایک شخص کی جان بچانا پوری بنی نوع انسان کی جان کی حفاظت کرنا ہے۔ کتنی اعلیٰ اور مبارک ہے یہ تعلیم! اس پر تو پوری انسانیت کو قرآن مجید کا مرہونِ منت ہونا چاہیے۔

غیر مسلم رشتے داروں سے میل جول اور قرآن

قرآن مجید کی اِس آیت پر بھی کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے :

یَاۤاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآئَکُمۡ وَ اِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوۡاالۡکُفۡرَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ.

''اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو اپنا ولی نہ بناؤ اگر وہ ایمان کی بہ نسبت کفر کو پسند کریں۔'' (9:23)

یہ اعتراض بھی سیاق وسباق پر غور نہ کرنے اور بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ اگر سیاق پر ذرا بھی غور کیا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہاں بھی حالات اسلام اوراس کے دشمنوں کے درمیان سخت کشمکش کے ہیں۔ اسلام کے دشمن مسلمانوں اور اسلام کو نیست ونابود کردینے کے درپے ہیں، اور وہ اپنے مسلم اعزہ سے میل جول کر کے اسلام کے خلاف سازشوں کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ ایسے سنگین حالات میں جب کہ اسلام اور مسلمانوں کا وجود خطرے میں ہے، اللہ نے مسلمانوں کو چوکنا اور ہوشیار کرتے ہوئے یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے ان اعزہ اور اقارب تک کو جو اسلام کی دشمنی پر تلے ہوئے ہیں، اپنا رازدار اور ولی نہ بنائیں اور اس طرح دشمنوں کی سازش میں شریک نہ ہوں۔ ان ہنگامی اور سنگین حالات میں قرآن کی یہ ہدایت کتنی معقول ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ایسے حالات میں اسی طرح کے احکام وہدایتیں پوری دنیا میں دی جاتی ہیں اور ان پر کسی کو کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ خود ہمارے ملک میں اگر سماج وملک کے کسی دشمن، کسی مجرم یا دہشت گرد کو اس کا کوئی دوست، عزیز یا رشتے دار راز دار بناتا ہے یا اسے پناہ دیتا ہے تو اس پناہ دینے والے کو بھی مجرم قرار دیا جاتا ہے اور اسے جرم میں مددگار سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی یہ ہدایت بالکل اسی نوعیت کی ہدایت ہے۔ قرآن خدا کی جانب سے پوری نوع انسانی کے لیے پوری زندگی کا دستور العمل ہے۔ امن وسلامتی اور سکھ وچین کے علمبردار کسی نظام کے لیے اس ہدایت کی کتنی اہمیت ہے اسے وہ لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جن کے کاندھوں پر سماج اور ملک کی حفاظت اور سلامتی کی ذمے داری ہوتی ہے۔

قرآن مجید نے تو خود اس طرح کی غلط فہمی اور اعتراض کو رفع کرتے ہوئے اعلان کر دیا ہے کہ :

اِنَّمَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ قَاتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَاَخۡرَجُوۡکُمۡ مِنۡ دِیَارِکُمۡ وَظَاھَرُوۡا عَلٰٓی اِخۡرَاجِکُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡھُمۡ ۚ

"اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے سلسلے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور تمہارے نکالے جانے میں مدد کی۔" (60:9)

قرآن کی اس ہدایت کی موجودگی میں کیا یہ اعتراض درست ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مسلم اعزہ اور رشتے داروں سے تعلق اور میل جول رکھنے کو منع کرتا ہے؟

عام حالات میں غیر مسلم ماں باپ اور دیگر غیر مسلم رشتے داروں کے بارے میں قرآن کی ہدایت کیا ہے؟، یہ بات قرآن مجید میں زرّیں الفاظ میں موجود ہے۔ اللہ فرماتا ہے :

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ ۚ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰی وَهۡنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیۡکَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ. وَاِنۡ جٰهَدٰکَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ.

"اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے — اس کی ماں نے مشقت پر مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال اسے دودھ چھوٹنے میں لگے — کہ میرے شکر گزار ہو اور اپنے ماں باپ کے بھی۔ (اور یہ بات یاد رکھو کہ تمہیں مرنے کے بعد) میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ (اگر تم نے اس ہدایت پر عمل کیا تو تمہیں اس کا اچھا بدلہ دیا جائے گا اور اگر اس پر عمل نہ کیا تو سزا ملے گی) لیکن اگر وہ (ماں باپ) تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو کسی کو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو (اس معاملے میں) ان کی بات مت ماننا، البتہ دنیا میں ان کے ساتھ بھلے طریقے سے رہنا اور پیروی اس شخص کے راستے کی کرنا جو میری طرف رجوع ہو۔ (اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ) تم سب کو میری طرف ہی پلٹنا ہے پھر میں تمہیں بتا دوں گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو گے۔" (31:14-15)

قرآن کی اس ہدایت پر غور کریں اور فیصلہ کریں کہ کیا ماں باپ کے سلسلے میں اس سے زیادہ معقول بات کوئی دوسری ہو سکتی ہے؟ قرآن کی ان آیات میں ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور شکر کا رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، چاہے اس کے ماں باپ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اور اس حسن سلوک اور شکر گزاری کا رویہ اختیار کرنے کا جو سبب بتایا گیا ہے وہ سبب مسلم اور غیر مسلم دونوں ماں باپ کے ساتھ یکساں ہے۔ ہر ماں اپنی اولاد کو زحمتیں اور پریشانیاں اٹھا کر شکم میں رکھتی ہے، جنم دیتی اور پالتی پوستی ہے اور اس لیے وہ اپنی اولاد کی طرف سے شکر گزاری اور حسن سلوک کی بجا طور پر مستحق ہے، خواہ ماں مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اور اسی لیے قرآن مجید نے اولاد کو ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

البتہ قرآن نے یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ اگر تمہارے یہی محسن ماں باپ تمہیں غلط باتوں کی تعلیم دیں یا غلط کاموں پر ابھاریں تو اس معاملے میں ان کی بات نہیں ماننی ہے۔ چاہے خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کی تعلیم ہو یا دوسرے غلط کام۔ البتہ ان کے ساتھ تمہارا رویہ ہر حال میں ادب واحترام کا ہونا چاہیے اور تمہیں ان کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرنا چاہیے۔

اس قدر معقول بات سے انکار کون کر سکتا ہے؟ دنیا کے ہر سماج اور ہر ملک میں یہ اصول تسلیم شدہ ہے، اس لیے کہ دنیا کے کسی قانون میں ماں باپ کی غلط باتوں کو ماننے کو جائز قرار نہیں دیا گیا ہے۔

قرآن کی اس بات پر اعتراض کرنے والے یہ ہندو بھائی اگر پرہلاد جی (प्रहलाद जी) کے واقعے پر غور کرتے تو یہ بات ان پر مزید واضح ہو جاتی۔ پرہلاد جی کا باپ ہرنکشیپ (हिरण्यकश्यप) اپنے کو خدا کہلواتا تھا اور سارے لوگ اسے خدا قرار دیتے تھے۔ لیکن پرہلاد نے اپنے باپ کی یہ بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کے باپ نے اس جرأت اور نافرمانی کے لیے پرہلاد جی کو طرح طرح کی ایذائیں دیں مگر خدا کے اس بندے نے ایذائیں برداشت کیں لیکن اپنے باپ کو خدا تسلیم نہیں کیا۔ خدائی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اس باپ نے اپنے بیٹے پرہلاد کو آخر کار آگ کے حوالے کرنے کا حکم دے دیا۔ پرہلاد جی نے اس حکم کی ذرہ بھر بھی

پرواہ نہیں کی اور اپنے باپ کی اس غلط بات کو تسلیم نہیں کیا کہ وہ اسے خدا سمجھے۔

اسی واقعے کی یاد میں ہندو بھائی ہر سال ہولی کا تیوہار مناتے ہیں۔ اگر قرآن نے یہی تعلیم اپنے ماننے والوں کو دی ہے تو ہندو دھرم کا دعوی کرنے والے یہ حضرات قرآن پر اعتراض کرتے ہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے!!

قرآن اور مذہبی آزادی

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن بجاطور پر چاہتا ہے کہ ایک خدا کے سوا کسی اور کو خدا تسلیم نہ کیا جائے اور صرف اسے ہی خالق، مالک، پروردگار، قادر مطلق، رازق، موت وحیات کا مالک، حاکم حقیقی، مرجع محبت، حقیقی مطاع، عالم الغیب، حاجت روا، مشکل کشا، اور قیامت کے دن انسانوں کا حساب کتاب لینے والا تسلیم کیا جائے۔ اسے نرا کار (غیر مجسم) مانا جائے اور اس کا بت نہ بنایا جائے۔ لیکن قرآن اپنی اس جائز اور معقول بات کو بھی زور زبردستی اور طاقت سے نہیں منواتا بلکہ اس کے لیے وہ دلائل دیتا، نصیحت کرتا اور غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ جو ان باتوں کو تسلیم نہ کرے اس سے جنگ کی جائے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ یہ ایک کھلا بہتان ہے جو قرآن اور اسلام پر لگایا جاتا ہے۔

قرآن نے تو جگہ جگہ اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ اس دنیا میں انسان کو فکر و عمل کی آزادی دے کر آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے اور زور زبردستی سے کسی عقیدہ کا پابند نہیں بنایا گیا ہے۔ اس دنیا (میدانِ عمل) میں وہ جو بھی رویہ اختیار کرے گا موت کے بعد آنے والی آخرت کی زندگی میں اس کے مطابق انعام یا سزا پائے گا۔ طاقت یا تلوار کے ذریعے کسی کو اپنا عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کرنے کی تعلیم اگر قرآن دیتا تو پھر اس صورت میں آزمائش کا وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا جس کا ذکر قرآن میں بار بار کیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ

وَمُهَيمِنًا عَلَيهِ فَاحكُم بَينَهُم بِمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِع اَهوَآءَ هُم عَمَّا جَآئَکَ مِنَ الحَقِّ لِکُلٍّ جَعَلنَا مِنکُم شِرعَةً وَّ مِنهَاجًا وَلَوشَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَکُم اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰکِن لِّيَبلُوَکُم فِی مَآ اٰتٰکُم فَاستَبِقُوا الخَيرٰتِ اِلَی اللّٰهِ مَرجِعُکُم جَمِيعًا فَيُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُم فِيهِ تَختَلِفُونَ.

’’پھر (اے نبیؐ) ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب نازل کی جوحق لے کر آئی ہےاور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔لہذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو۔اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منھ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا۔لیکن (اس نے ایسا نہیں کیا) تا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔چنانچہ بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹنا ہے۔پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔‘‘ (5:48)

قرآن میں ایک دوسری جگہ ہے:

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفسَکَ عَلٰی اٰثَارِهِم اِن لَّم يُؤمِنُوا بِهٰذَا الحَدِيثِ اَسَفًا. اِنَّا جَعَلنَا مَا عَلَی الاَرضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبلُوَهُم اَيُّهُم اَحسَنُ عَمَلاً.

’’(اے نبیؐ) ایسا لگتا ہے کہ اگر یہ لوگ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے تو تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان ہی کھودو گے۔حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔‘‘ (18:6-7)

قرآن میں ایک دوسری جگہ ہے :

تَبٰرَکَ الَّذِی بِيَدِهِ المُلکُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِيرٌ. الَّذِی خَلَقَ المَوتَ وَالحَيٰوةَ لِيَبلُوَکُم اَيُّکُم اَحسَنُ عَمَلاً.

’’بڑا ہی بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے اور وہ ہر

چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اسی نے موت وحیات کو بنایا تا کہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں کون بہتر عمل
کرنے والا ہے۔'' (67:1-2)

اس طرح کی بہت سی آیات قرآن میں موجود ہیں جن سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اس دنیا میں فکر وعمل کی آزادی دے کر اس کی آزمائش ہو رہی ہے۔ ان تعلیمات کے ہوتے ہوئے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ کسی کو تلوار یا طاقت کے زور پر ایک ہی عقیدہ ماننے پر مجبور کرنے کی تعلیم قرآن دیتا ہے۔

جن لوگوں سے جنگ کرنے کی بات قرآن میں کہی گئی ہے وہ ان کے غیر مسلم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہی گئی ہے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام پر ظلم کرتے تھے۔ انھیں ختم کرنے کے لیے سازشیں کرتے تھے، مسلمانوں پر خود بڑھ چڑھ کر حملے کرتے تھے اور مسلمانوں کو اسلام پر عمل کرنے سے روکتے تھے جس کی کچھ تفصیلات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

قرآن دین قبول کرنے کے بارے میں ایک بنیادی اصول کا کلیہ کے طور پر اعلان کرتا ہے :

لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ.

''دین کے سلسلے میں کوئی زبردستی نہیں۔'' (2:256)

قرآن میں ایک دوسری جگہ ہے :

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ○

''(اے نبیؐ) اپنے رب کی طرف سے (لوگوں کے سامنے) حق پیش کرو۔ اب جو
چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔'' (18:29)

قرآن میں ایک دوسری جگہ فرمایا :

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ. وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَکُوْا وَمَا جَعَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ.

''(اے نبیؐ!) تمہارے رب کی جانب سے جو ہدایت تمہیں دی گئی ہے اس کی پیروی کرتے رہو۔ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔ مشرکوں سے اعراض کرو الجھو نہیں — اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرسکتے تھے — اور ہم نے تمہیں ان (مشرکوں) پر کوئی حفیظ نہیں بنایا ہے اور نہ تم ان پر کوئی وکیل بنائے گئے ہو۔'' (6:106-107)

پھر فرمایا:

وَلَاتَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ.

''تم ان کے معبودوں کو جنہیں وہ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں، گالیاں نہ دو (نہ نازیبا الفاظ استعمال کرو)۔'' (6:108)

ایک جگہ قرآن میں پیغمبرؐ سے کہا گیا:

فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ. لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ.

''آپ نصیحت کیجیے کیونکہ آپ کے ذمے صرف نصیحت کرنا ہے، آپ ان پر داروغہ یا حولدار نہیں ہیں (کہ زور زبردستی سے اپنی بات منوالیں)۔'' (88:21-22)

ایک دوسری جگہ قرآن میں فرمایا گیا:

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا.

''ہم نے انسان کو راستہ دکھادیا ہے، اب چاہے شکرگزار بنے چاہے ناشکرا۔'' (76:3)

قرآن مجید میں ہے:

قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ. لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ. وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ. وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ. لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ.

''(اے پیغمبرؐ) کہہ دو اے کفر اور انکار کرنے والو! میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرسکتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، اور نہ تم ہی اس کی عبادت کے لیے تیار ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کروگے اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔'' (109:1-6)

قرآن کی یہ سورہ اس وقت کی ہے جب اللہ کے پیغمبر حضرت محمدؐ لوگوں کو ایک خدا کی

بندگی کی طرف بلا بلا کر تھک گئے تھے اور بعض لوگوں نے مان کر نہیں دیا اور اب ان سے کوئی امید بھی باقی نہیں رہی کہ وہ ایک خدا کی بندگی کے لیے آمادہ ہوں گے۔ ان حالات میں پیغمبرؑ سے اعلان کرایا گیا اور انکار کرنے والوں سے کہہ دیا گیا کہ اگر تم اپنی روش پر قائم رہنا چاہتے ہو تو قائم رہو۔

مندرجہ بالا قرآنی تعلیمات انسان کی مذہبی آزادی کا کھلا اعلان ہے۔ جو دین اور جو کتاب یہ اعلان خود کرتی ہو اس کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرنا کہ اس کی یہ تعلیم ہے کہ ''جو اس پر ایمان نہ لائے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے'' کتنا بڑا ظلم اور ناانصافی ہے!

قرآن مجید اور اسلام کے بارے میں اس طرح کا غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے والے اداروں اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ جب اسلام اور قرآن کی صحیح تعلیمات اور صحیح تصویر لوگوں کے سامنے آئے گی تو وہ ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ ساری دنیا تو ان کی ہم خیال ہے نہیں کہ لوگ آنکھیں بند کر کے ان کی باتوں کو حق تسلیم کر لیں گے۔ یہ دور علم و تحقیق کا دور ہے۔ دنیا میں بہر حال ایسے لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہے جو معلومات اور تحقیق کے بعد ہی کسی کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے ہیں۔ ایسے بہت سے لوگوں سے ہماری ملاقاتیں ہوئی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں جنہوں نے اس طرح کے غلط پروپیگنڈوں سے تحریک پا کر اسلام اور قرآن کا براہ راست مطالعہ کیا اور اسلام کی معقول، متوازن اور برحق و مبارک تعلیمات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

کافر، کفر، شرک اور قرآن

قرآن میں کافر، کفر اور شرک کے الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ کفر کے معنی موقع و محل کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں جیسے: انکار کرنا، نافرمانی کرنا، ناشکری کرنا، ناقدری کرنا، سچائی کو چھپانا اور بے دینی وغیرہ۔ کفر کرنے والے کو عربی زبان میں کافر کہتے ہیں۔

لفظ کافر گرامر کے لحاظ سے اسم صفت ہے۔ یہ توہین آمیز لفظ نہیں ہے۔ یہ لفظ ان لوگوں

کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ جن کے سامنے خدا کے دین اسلام کی تعلیمات پیش کی گئیں اور انہوں نے کسی وجہ سے بھی ان کو غلط سمجھا اور ان کا انکار کر دیا۔ نیز کفر کا لفظ ان لوگوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے جو اپنے کو اسلام کا پیرو اور مسلمان کہتے تھے مگر اسلام کے تئیں مخلص نہ تھے مثلاً :

پیغمبر محمدؐ نے ارشاد فرمایا ہے :

''جس (مسلمان) نے قصداً نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا۔'' (حدیث)

قرآن میں ہے :

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ.

''جو خدا کی نازل کی ہوئی ہدایت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔'' (5:40)

مندرجہ بالا تعلیمات میں مخاطب وہ لوگ ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے اور اپنے کو مسلمان کہتے تھے، لیکن اسلام کے تئیں مخلص نہ تھے۔

قرآن میں ایک جگہ ہے :

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَاانْفِصَامَ لَهَا.

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا۔ اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔'' (2:256)

اس آیت میں کفر مطلق انکار کے معنی میں ہے اور مسلمانوں سے طاغوت کا انکار کرانا مقصود ہے۔

قرآن میں ایک جگہ ہے :

اِعْلَمُوْآ اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا.

''جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور تماشہ ہے، اور ایک زینت اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھا ہوا ظاہر کرنا۔ اس کی

مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بارش ہوئی تو اس سے پیدا ہونے والی کھیتی سے کسان خوش ہوگئے۔ پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے، اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہوگئی، پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہےگئی۔''
(52:20)

قرآن کی اس آیت میں کُفّار (کافروں) کسان کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

قرآن میں ایک جگہ اللہ فرماتا ہے :

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ.

''لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری مت کرو۔'' (2:152)

قرآن کی اس آیت میں کفر ناشکری کے معنی میں آیا ہے۔

قرآن میں جہاں کہیں بھی خدا اور اس کی تعلیمات کا انکار کرنے والوں کے لیے لفظ کافر استعمال ہوا ہے تو اس کا مقصد گالی، حقارت اور توہین نہیں ہے بلکہ ان کے انکار کی وجہ سے ایسا کہا گیا ہے۔ کافر لفظ ہندو کا مترادف بھی نہیں ہے جیسا کہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ لفظ کافر کا قریب ترین مترادف لفظ ناستک (नास्तिक) ہے۔ یہ بات ہم واضح کر چکے ہیں کہ کسی کے اس انکار کی وجہ سے نہ تو اسے اس دنیا میں کوئی سزا دی جا سکتی ہے اور نہ کسی انسانی حق سے اسے محروم رکھا جا سکتا ہے۔ وہ دنیوی معاملات میں برابر حقوق کا حقدار ہے۔

قرآن میں کافروں سے جنگ کی جو بات کہی گئی ہے وہ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حالات اور جرائم کی وجہ سے کہی گئی ہے جن کے وہ مرتکب ہو رہے تھے۔ اگر اسلام اور قرآن پر ایمان رکھنے والا کوئی مسلمان بھی ان جرائم کا ارتکاب کرے گا اور وہ حالات پیدا کرے گا جن میں جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے تو اس کے خلاف بھی اسلامی حکومت جنگی کاروائی کرے گی۔

اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ نے خود ایسے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا تھا۔

ہر مذہب میں اُس مذہب کی بنیادی تعلیمات کو ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے لیے علیحدہ علیحدہ مخصوص الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہندو مذہب میں اُس کے نہ ماننے والوں کے لیے ناستک (नास्तिक) اناریہ (अनार्य) اسبھیہ (असभ्य) دسیو (दस्यु) ملیچھ (मलिच्छ) وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی مذہب کی تعلیم یا عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتا تو اسے اس کا انکار کرنے والا یعنی کافر ہی کہا جائے گا۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ بدھ جی ویدوں کو نہیں مانتے تھے اس لیے انہیں ناستک (नास्तिक) کہا گیا ہے۔

شرک کے معنی ہیں شریک کرنا۔ قرآنی اصطلاح میں خدا کی ذات یا اس کی صفات و اختیارات میں کسی کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ شرک کرنے والے کو عربی زبان میں مشرک کہتے ہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن میں کفر وشرک اور بت پرستی کی تردید اور مذمت کی گئی ہے اور کفر وشرک اور بت پرستی کرنے والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے تو یہ بہر حال خدا کا حق ہے۔ جس خدا نے ہمیں پیدا کیا، ہماری ضروریات پوری کیں اور کر رہا ہے، ہمارے لیے ہر طرح کا سامان فراہم کیا اور کر رہا ہے وہ حقیقی خالق، مالک، رازق، پروردگار، رحیم وکریم خدا اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس دنیا میں کسی مالک کو اپنے نوکر کی کوتاہی یا نافرمانی و بغاوت پر اسے ڈانٹنے یا سزا دینے کا حق ہوتا ہے۔ اس دنیا کا کوئی حاکم اپنے اختیارات میں کسی دوسرے کی دخل اندازی برداشت نہیں کرتا۔ کوئی ملک کسی ایسے شخص کو کسی وزارت سے نہیں نواز سکتا جو سرے سے اس ملک کے آئین اور اقتدار اعلیٰ کو ہی تسلیم نہیں کرتا، ایسے شخص کو کسی وزارت سے نوازنا تو کجا اسے برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ کوئی عزت دار اور غیرت مند شوہر کبھی اس بات کو گوارہ نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی اس کے علاوہ جس کو چاہے زوجیت میں شریک کر لے۔ اس دنیا میں تو مہربان خدا نے اپنے منکر اور نافرمان کو بھی اپنی رحمتوں سے نوازا ہے، کیوں کہ یہاں اس کا امتحان مقصود ہے، لیکن مرنے کے بعد آنے والی آخرت کی زندگی میں خدا ہر شخص کا حساب لے گا اور دنیا میں جو اس نے عمل کیے ہیں ان کے مطابق بدلہ دے گا، وہ اپنے مومن و فرماں بردار کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا اور اپنے منکر و نافرمان، ظالم اور بد اعمال بندوں کو سزا دے گا۔ خدا ان متضاد صفات اور متضاد کردار کے لوگوں کے انجام میں فرق کرے گا۔ اپنے مومنین، فرمانبرداروں اور نیکوکاروں کو انعام (جنت) سے نوازنا اور منکرین، نافرمانوں، باغیوں اور ظالموں کو سزا (جہنم) سے دوچار کرنا تو عین تقاضائے حق و انصاف ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت پر بھی اعتراض کیا گیا ہے جس میں مشرکین کو نجس کہا گیا ہے۔
معترضین نے یہاں بھی لفظ کے ظاہری معنیٰ کی بنیاد پر اعتراض کیا ہے اور اس کا پس منظر اور منشا جاننے کی کوشش نہیں کی ہے۔ جبکہ انصاف کا تقاضا ہے کہ متکلم کی منشا اور مقصد کے مطابق ہی مفہوم لینا چاہتے ہیں جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع ہی میں سوامی دیانند سرسوتی کا قول نقل کر کے یہ بات کہی ہے۔

قرآن کا منشاء اور مقصد یہ ہے کہ شرک ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور مشرکین ناپسندیدہ فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کے نظریات وعقائد ناپسندیدہ ہیں۔ یہ اسی طرح کی بات ہے جس طرح غلط کام کرنے والے کو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑا گندا آدمی ہے۔ قرآن میں مشرکین کو نجس کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ بذات خود جسمانی طور پر ناپاک ہیں۔ اگر قرآن کا مقصد انہیں جسمانی طور پر ناپاک قرار دینا ہوتا تو وہ مسلمانوں کو یہ ہدایت کیوں دیتا :

وَطَعَامُ الَّذِينَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ.

''اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے'' (5:5)

اسلام کے فقہاء اور قرآن کے مفسرین نے بھی یہاں نجس کے معنی وہ نہیں لیے ہیں جو معترضین نے سمجھے ہیں۔

پیغمبر حضرت محمدؐ اور مسلمانوں نے غیر مسلموں کو اچھوت سمجھ کر کبھی کوئی سلوک نہیں کیا۔
نبیؐ کے چچا ابوطالب غیر مسلم اور مشرک تھے۔ آپؐ نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے اور رہتے سہتے تھے بلکہ آپؐ کو ان کی سرپرستی بھی حاصل تھی۔ آپؐ جب مکے سے مدینے ہجرت کر کے گئے تو آپؐ کا غلام جو راستہ بتلانے کے لیے ساتھ تھا وہ بھی غیر مسلم تھا۔ نبیؐ اور ان کے صحابہؓ کے کتنے ہی رشتے دار غیر مسلم اور مشرک تھے مگر وہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے مسلمانوں نے کسی زمانے میں بھی غیر مسلموں کے ہاتھ کی چیزیں کھانے پینے یا استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔
آج بھی نہ صرف ہندوستان میں مسلمان اپنے غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ کھاتے پیتے اور رہتے سہتے تھے بلکہ مسلم ملکوں میں بھی غیر مسلموں کے ہاتھوں سے بنی چیزیں بغیر کسی تردد کے استعمال کی جاتی ہیں۔ اگر قرآن کی آیت کا مطلب وہی ہوتا جو معترضین نے سمجھا ہے تو کہیں پر تو اور کبھی تو اس

پر عمل ہوا ہوتا۔ پھر معترضین کو آیت کا اپنا من مان مفہوم لینے پر اصرار کیوں ہے؟

اسلام میں انسانوں سے چھوت چھات کا تصور سرے سے موجود ہی نہیں ہے یہاں کسی بھی انسان کو جسمانی طور پر ناپاک نہیں سمجھا جاتا۔ کوئی بھی مسلمان کسی بھی انسان کے ہاتھ کی تیارشدہ چیز استعمال کرسکتا ہے، اس کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھا پی سکتا ہے بلکہ اس کا جوٹھا بھی اسلام کی نظر میں ناپاک نہیں ہے۔ قرآن کی نظر میں سارے ہی انسان ایک ماں باپ کی اولاد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔☆

توحید، کفر، شرک، بت پرستی اور وید

ہندو دھرم کے صحیفوں میں توحید، کفر، شرک اور بت پرستی سے متعلق بڑی قیمتی ہدایات اور ان کے اچھے یا برے انجام کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ ہم صرف ویدوں سے چند اشلوک یہاں پیش کر رہے ہیں:

स पर्यगाच्छुक्रमकायम्   (यजुर्वेद 40:8)

''وہ محیط اور پاک غیر مجسم ہے۔''[۲۳]

ऋचो अक्षरे परमे व्योमन् यस्मिन् देवा अधि विश्वे निषेदुः।
यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत् तद् विदुस्त इमे समासते ॥
(ऋ० 1:164/39)

وید کے اس اشلوک کا مفہوم سوامی دیانند سرسوتی جی اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پرمیشور (خدا تعالیٰ) نورانی صفات، نورانی افعال، نورانی عادات اور علوم سے متصف ہے۔ زمین، سورج وغیرہ، اجرام اس کے سہارے قائم ہیں۔ وہ آکاش (خلا) کی طرح محیط سب

☆ ہندو سماج میں انسانوں اور انسانوں کے درمیان بلکہ اپنے ہم مذہبوں کے درمیان اونچ نیچ اور چھوت چھات کا جو رویہ ہے اور اس کی بنیادیں سماجی اور مذہبی طور پر کتنی گہری ہیں، اس پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے، ہمارے معترضین یہ ہندو بھائی ہم سے بہتر اس حقیقت کو جانتے ہیں۔ اور اچھوت قرار دیے گئے انسانوں کے غیض و غضب اور مخالفتوں کا برابر مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔

دیووں کا دیو (رب الارباب) ہے۔ جنہیں اس پرمیشور کا نہ علم اور نہ اس میں اعتقاد اور نہ اس کا دھیان یعنی ذکر کرتے ہیں، ایسے ناقص العقل منکران حق ہمیشہ بحر مصیبت میں غرق رہتے ہیں کیونکہ انسان عرفان الٰہی کی بدولت ہی نعمتِ سرور سے بہریاب ہوتا ہے"۔ ۲۴

وید کے اس اشلوک میں ہم دیکھتے ہیں کہ کفر وشرک کرنے والوں کو نہ صرف یہ کہ ناقص العقل اور منکرین حق ٹھیرایا گیا ہے بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے مصیبت کے سمندر میں غرقاب ہونے کی سزا بھی سنائی گئی ہے۔

ईशा वास्यमिदꣳ सर्व यत्किं च जगत्यां जगत् ।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम् ।।

(यजुर्वेद 40:1)

"اے انسان! اس دنیا میں جس قدر عالم یعنی اجرام ہیں ان سب پر محیط ہو کر تمام موجودات کو انضباط میں رکھنے والا پرمیشور کہلاتا ہے اس سے ڈر اور غیر منصفانہ طور پر کسی کے مال وزر کی خواہش مت کر۔ اس بے انصافی کو ترک کر اور دھرم یعنی عادلانہ رویے کے ذریعے سرورذات سے مستفیض ہو"۔ ۲۵

اس اشلوک میں صاف طور پر انسانوں کو ایک خدا کو ماننے اور اس سے ڈر کر زندگی گزارنے اور ظلم اور حق تلفی سے بچنے کی ہدایت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسی طریقے پر چل کر حقیقی امن وسکون حاصل ہو سکتا ہے۔

अहमिन्द्रो न परा जिग्य इद्धनं न मृत्यवेऽव तस्थे कदा चन ।
सोममिन्मा सुन्वन्तो याचता वसु न मे पूरवः सख्ये रिषाथन ।।

(ऋ० 10:48:5)

"میں افضل ترین قوت ونعمت کا منبع سورج کی طرح تمام عالم کو منور کرتا ہوں۔ میں نہ کبھی مغلوب ہوتا ہوں اور نہ مرتا ہوں، یہ تمام عالم جو نعمتوں کا مخزن ہے اس کا خالق میں ہوں۔ تم مجھے ہی اس دنیا کا خالق اور مبتدا سمجھو۔ اے اہل علم! تم نعمت وحشمت کے حصول کے لیے کوشاں رہ کر علم وغیرہ نعمتوں کے لیے مجھ ہی سے التجا کرو۔ میری رفاقت سے کبھی روگرداں نہ ہو۔" ۲۶

अहं दां गृणते पूर्व्यं वस्वहं ब्रह्म कृणवं मह्यं वर्धनम्।
अहं भुवं यजमानस्य चोदिताऽयज्वनः साक्षि विश्वस्मिन् भरे।

(ऋग्वेद 10/49/1)

اے بنی نوع انسان! میری حقیقی حمد وثنا راست گوئی ہے۔ ایسی حمد کرنے والے انسان کو میں ازلی علوم وغیرہ نعمتیں عطا کرتا ہوں۔ انوار دید کو متجلّی کرنے والا میں ہوں۔ وید میں میری ذات و صفات کا کماحقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے سب کے علوم کو ترقی دیتا ہوں۔ میں نیک انسان کو نیکی کی تحریک اور یگیہ یعنی رفاہ عام کا کام کرنے والے کو اس کے کام کا ثمر دیتا ہوں۔ اس عالم میں جو اشیا موجود ہیں ان کا خالق اور قیوم میں ہوں، اس لیے تم مجھے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت مت کرو اور نہ کسی کو میری جگہ معبود مانو اور جانو۔''[۲۷]

अन्धं तम: प्रविशन्ति येऽसंभूतिमुपासते ।
ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्याᳬं रता: ॥ (यजुर्वेद 40:9)

''جو اسمبھوتی یعنی نہ پیدا ہوئی ازلی پرکرتی یعنی علت معدی کی پرمیشور کی جگہ میں عبادت کرتے ہیں وہ تاریکی یعنی جہالت اور مصیبت کے سمندر میں ڈوبتے ہیں اور سمبھوتی جو علت مادی سے پیدا ہوئے معلول پرتھوی وغیرہ بھوت (عناصر) پتھر اور درخت وغیرہ ادیو (جزو) اور انسان وغیرہ کے جسم کی عبادت پرمیشور کی جگہ کرتے ہیں وہ اس تاریکی سے بھی زیادہ تاریکی یعنی سخت جہالت میں مبتلا ہو بہت مدت تک نرک یعنی سخت تکلیف میں گر کر بہت مصیبت اُٹھاتے ہیں۔''[۲۸]

یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ خدائے واحد کو چھوڑ کر کسی اور چیز کی پرستش کرنے والے کو وید میں جہنم کے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

''न तस्य प्रतिमा अस्ति ।'' (यजुर्वेद 32:3)

''جو سب دنیا میں سمایا ہوا ہے اس بے شکل پرمیشور کی تصویر، ناپ، مشابہت یا بُت نہیں ہے۔''[۲۹]

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षुᳬंषि पश्यति ।
तदेव ब्रहमत्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
(केनोपनिषद् 1:6)

''جسے آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ آنکھ جس کی قدرت سے دیکھنے کے قابل ہوتی ہے، اسے ہی تم خدا سمجھو۔ آنکھ سے دکھلائی دینے والی جن چیزوں کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ وہ خدا نہیں ہے۔''[۳۰]

ہم دیکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا اشلوکوں میں شرک، کفر اور بت پرستی سے واضح طور پر منع

کیا گیا ہے اوراس پر عذاب سے بھی ڈرایا گیا ہے۔اس طرح کی تعلیمات ویدوں میں بکثرت موجود ہیں۔

ہندوسماج کے عظیم مصلح اور عالم سوامی دیانند سرسوتی جی نے بھی شرک، کفراور بت پرستی کے عظیم نقصانات اور بدترین انجام سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ فعل خود ملک اور انسانوں کی ذات کے لیے مہلک ہے۔

ویدوں اور دیگر ہندو صحائف میں ان تعلیمات کے ہوتے ہوئے ہندو مذہبی اداروں اوران کے ہم خیال دیگر لوگوں نے قرآن پر جو اعتراضات کیے ہیں، انہیں دیکھ کران لوگوں کی جرأت پر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی! ان معترضین نے کس قدر ناانصافی اور بددیانتی سے کام لے کر قرآن اور اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

اُخروی نجات کے اصل حقدار قرآن کی نظر میں

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن میں نجات و کامیابی اور جنت کا حقدار ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جو مسلمان خاندان میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بھی ایک بڑی غلط فہمی ہے۔قرآن میں کامیابی اور نجات کے لیے خدائی احکام کی پابندی کو لازم قرار دیا گیا ہے اور پابندی نہ کرنے والوں کو آخرت کی دردناک سزا سے ڈرایا گیا ہے، یہ اصول سارے انسانوں کے لیے ہے۔ چاہے وہ کسی بھی خاندان بلکہ کسی پیغمبر کے گھر ہی میں کیوں نہ پیدا ہوئے ہوں اور زبان سے کچھ بھی دعویٰ کرتے ہوں۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے :

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ.

''بے شک مسلمان، یہودی، صابئی اور عیسائی جو بھی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک و صالح اعمال کرے گا ایسے لوگوں کو (آخرت کی زندگی میں) نہ تو کوئی ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (5:69)

اس آیت میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ آخرت کی زندگی میں ایمان اور عملِ صالح ہی درحقیقت کامیابی اور سکون واطمینان کا ذریعہ ہیں نہ کہ کسی خاص قوم و نسل سے تعلق ہونا۔

قرآن میں ایک دوسری جگہ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا جو زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایمان والے اور مذہبی نہیں ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ.

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر بھی حالانکہ درحقیقت وہ ایمان نہیں رکھتے۔'' (2:8)

قرآن میں ایک دوسری جگہ فرمایا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَایُفْتَنُوْنَ.

''کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اتنا کہہ دینے سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے ہیں (یعنی ہم مسلمان ہیں) اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔'' (29:2)

قرآن میں کامیاب اور ناکام لوگوں کے کردار کے بارے میں فرمایا گیا:

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَئُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَ الدَّارِ. جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَائِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَ ذُرِّیّٰتِھِمْ وَ الْمَلَائِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ. سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ. وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ

اللّٰہِ مِنۡ ۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَیَقۡطَعُوۡنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَلَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ.

''جو اللہ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور عہد و پیماں کو توڑتے نہیں اور جو ایسے ہیں کہ اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا ڈرانہیں لگا رہتا ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی رضا جوئی کی خاطر صبر کیا اور نماز کا اہتمام کیا اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے اعلانیہ اور پوشیدہ (حسب موقع) خرچ کیا اور جو لوگ نیک کردار سے برائی کو رفع کرتے ہیں وہی ہیں جن کے لیے آخرت کے گھر کا نیک انجام ہے۔ یعنی عدن کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویاں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک و صالح ہوں گے وہ بھی (ان کے ساتھ جنت میں ہوں گے)۔ فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس پہنچیں گے۔ تم پر سلام ہے اس کے بدلے میں جو تم نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ پس کیا ہی اچھا ہے انجام آخرت کے گھر کا۔

رہے وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو اسے مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں وہی ہیں جن کے لیے بھٹکار ہے اور جن کے لیے آخرت کے گھر کا برا انجام ہے۔'' (13:20-25)

قرآن میں ایک دوسری جگہ فرمایا :

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّلَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ.

''جس کسی نے بھی نیک عمل کیا، مرد ہو یا عورت، مگر ہو وہ مومن تو ضرور ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، ایسے لوگ جو اچھا عمل کرتے رہے ہیں اس کے بدلے میں لازماً ہم انہیں ان کا اجر عطا کریں گے۔'' (16:97)

قرآن میں ایک دوسری جگہ فرمایا :

وَالۡعَصۡرِ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ. اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ.

''گواہ ہے زمانہ کہ درحقیقت انسان بڑے خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔'' (103:1-3)

قرآن مجید کی یہ آیات بتاتی ہیں کہ اسلام میں کامیابی کا دارومدار کسی مخصوص خاندان میں پیدا ہونے یا زبان سے کسی چیز کا محض دعوی کر دینے پر نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ان صفات کا پیدا کرنا اور ان احکام پر عمل کرنا ضروری ہے جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے اور یہ احکام انسان کی پوری زندگی کے بارے میں دیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

گزارش

ہم سبھی لوگوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ سچائی کی تلاش ضرور کریں۔ اس دنیا میں انسان کو کیوں بھیجا گیا اور یہاں سے اسے کہاں جانا ہے، اس حقیقت کا پتا لگانا اور دنیا میں سچا قلبی سکون اور مرنے کے بعد نجات و کامرانی کا حصول ہر شخص کی بنیادی ضرورت ہے۔ اور یہ چیزیں اپنے خالق، مالک خدا کے بتائے اور دکھائے ہوئے راستے پر چل کر ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ خدا کے سچے راستے کو تلاش کرنا ہر انسان کی ذمے داری ہے۔ خدا نے انسان کو عقل و فہم اور دل و دماغ کی قوتیں اسی لیے عنایت کی ہیں کہ وہ ان کو استعمال کر کے سچائی کی تلاش کرے اور جب سچائی اس کے ہاتھ لگ جائے تو پھر کسی کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر اس کو مضبوطی سے تھام لے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے کہ حق و سچائی کسی خاص قوم یا ملک کی ذاتی ملکیت نہیں ہوا کرتی بلکہ اس پر سارے لوگوں کا اسی طرح حق ہوتا ہے جس طرح سورج، چاند، ہوا اور پانی پر۔ علم ونکنالوجی اور سائنس کی کسی دریافت پر جس طرح پوری انسانیت اپنا حق سمجھتی ہے اسی طرح روح کی سائنس یعنی دین حق پر بھی ساری انسانیت کا حق ہوتا ہے۔

اس دنیا میں ہماری جتنی مادی ضروریات ہیں ان سب کو ہمارے خالقِ حقیقی اور پروردگار خدا نے پورا کیا ہے۔ یہاں ہمارے لیے سورج، چاند بھی ہیں اور ہوا، پانی بھی۔ زمین

سے طرح طرح کے اناج، غلے اور پھل پھول اس رحمان خدا نے وافر مقدار میں پیدا کیے ہیں اور اسی زمین کے اندر معدنیات، سونا چاندی اور پٹرول وغیرہ کے خزانے اس مہربان خدا نے ہمارے لیے رکھے ہیں۔ اس خدائے برتر نے ایک انسانی معاشرہ بھی ہمیں عطا فرمایا ہے، جس میں ماں باپ ہیں، باپ بیٹے ہیں، بھائی بہن ہیں، شوہر بیوی ہیں اور دیگر بہت سے ناطے رشتے پائے جاتے ہیں۔ جس کے بغیر زندگی کا یہ طویل سفر دشوار ہوتا۔ اس رحیم نے آرام اور سکون کے لیے رات اور نیند جیسی نعمت ہمیں عطا کی تو وہیں روزی حاصل کرنے اور دیگر ضروری کاموں کو پورا کرنے کے لیے دن بنایا۔ اس مہربان نے آسمان سے ہمارے لیے بارش برسائی اور زمین کے اندر شیریں پانی کا ذخیرہ ہمارے لیے رکھ دیا۔ اس محبوب حقیقی کے انعامات اور نوازشوں کو کہاں تک گنائیں، ہر شخص خود ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

بھائیو! ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ جس خدا نے ہماری مادی زندگی کے لیے اتنے وسائل مہیا کیے ہیں کیا وہ ہماری روحانی زندگی کے لیے کچھ نہ کرے گا اور ہمیں یوں ہی بھٹکتا چھوڑ دے گا؟ کیا اس حاکمِ حقیقی نے بنی نوع انسان کو کوئی ایسا راستہ نہیں دیا ہے کہ جس پر چل کر انسان صحیح معنوں میں انسان بن سکے؟ کیا ہمارے خالق نے ہمیں بالکل آزاد چھوڑ دیا ہے کہ ہم جیسے چاہیں زندگی گزاریں؟ جس کو چاہیں پوجیں اور جس کی چاہیں بندگی کریں؟ ایسا سوچنا بھاری بھول ہوگی اور خدا کی ناقدری بھی!

حقیقت یہ ہے کہ آج انسان کا عملی رشتہ اپنے خالق سے ٹوٹ چکا ہے۔ زبان سے وہ اس کا نام ضرور لیتا ہے اور اس کو ماننے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور ایسا شاید اس لیے ہے کہ اس تعلق کو جوڑنے سے انسان کو اپنی آزادی اور خودمختاری خطرے میں پڑتی نظر آتی ہے۔ یہی اصل وجہ ہے کہ انسان خونخوار جانور بن چکا ہے۔ جھوٹ و فریب، لوٹ کھسوٹ، مار دھاڑ اور بے حیائی اس کا مذہب بن چکی ہے۔ اور اب تو مٹی کا یہ پتلا علی الاعلان یہ جرأت بھی کرنے لگا ہے کہ کتاب الٰہی اور کلام الٰہی سے اپنی خواہش کے مطابق حقیر مفادات اور فوائد کے لیے بہت سے خدائی احکام کو نکال دیا جائے۔ (خدا ہمیں اپنے عتاب سے اپنی پناہ میں رکھے!)

اگر ہم خدا میں کچھ بھی یقین رکھتے ہیں اور اس سے ہمیں کچھ بھی محبت ہے اور اس زندگی کے راز کو جاننے کی تھوڑی سی بھی خواہش اور فکر ہمارے اندر موجود ہے، تو ہمیں پوری سنجیدگی اور یکسوئی کے ساتھ راہِ حق کو تلاش کرنا ہوگا۔

بھائیو! دینِ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ سارے انسانوں کے لیے خدا کا بھیجا ہوا دین ہے اور قرآن خدا کی کتاب ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جسے ہر ملک و ہر قوم میں خدا اپنے نبیوں، رسولوں پیغمبروں، رشیوں منیوں کے ذریعے بھیجتا رہا ہے۔ لوگوں نے اپنے مفاد کے لیے جب خدا کے دین میں تحریف اور ردوبدل کر ڈالا تو آخر میں خدا نے اپنا یہ دین انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ یہی وہ دین حق ہے جسے اسلام نام دیا گیا ہے۔

اسلام درحقیقت کیسا دین ہے اور قرآن فی الواقع کیسی کتاب ہے اور اس دعوے میں کتنا دم ہے جو یہ دین کرتا ہے؟ اس کا صحیح پتا اس کا بے لاگ اور غیر جانب دارانہ مطالعہ کرنے کے بعد ہی چل سکتا ہے۔ اس لیے اپنی اس نہایت اہم ضرورت کے لیے کچھ وقت نکالنا آپ کا فرض بنتا ہے۔ قرآن کے ترجمے اور تفاسیر، پیغمبرؐ کی سیرت اور اسلام کے سلسلے میں کتابیں مختلف زبانوں میں لائبریریوں اور مارکیٹ میں دستیاب ہیں جن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

ہم آپ سے اسلام کو قبول کرنے اور قرآن کو خدائی کتاب تسلیم کر لینے کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ اس دین کا مطالعہ تو کریں اور دیکھیں کہ یہ خدائی دین اور خدائی راستہ ہے یا نہیں؟ اور یہ انسانوں کو دنیا و آخرت میں امن و سکون اور نجات دلا سکتا ہے یا نہیں؟ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ ناواقفیت اور عدم جانکاری کی وجہ سے آدمی ایسی چیز سے نفرت کرنے لگتا ہے جو درحقیقت اس کی فلاح و کامرانی کے لیے ہوتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ایسا ہی کچھ اسلام اور اس کی تعلیمات کے ساتھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

انسان کا اپنی اصلیت کو سمجھنا، اس دنیا میں سچا سکون اور اطمینان حاصل کرنا اور مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اس حقیقت کو جاننا اور مرنے کے بعد درپیش آنے والے مراحل میں کامیاب و کامران ہونا ہر انسان کی سب سے بنیادی اور اہم ضرورت ہے۔ یہ ضرورت کھانے پینے اور رہنے سہنے کی عارضی ضرورت سے زیادہ اہم ہے۔ اگر اس کی اہمیت اور سنگینی کا کچھ بھی احساس ہمیں ہے تو

پھر زندگی کے بنیادی سوالوں کا جواب تلاش کرنے کے لیے اتنی لمبی عمر میں سے چند گھنٹے، چند دن یا چند ماہ فارغ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوسکتا۔

ہمیں امید ہے کہ اگر آپ بے لاگ اور غیر جانب دارانہ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو اسلام اور قرآن کی صحیح تصویر آپ کے سامنے آجائے گی۔

ہم پروردگار عالم سے دعا بھی کرتے رہیں کہ اے ہمارے مہربان خدا! راہِ حق کی تلاش میں تو ہماری مدد کر اور گمراہیوں سے ہمیں بچا تو عالم الغیب ہے! تو ہی ہمارا مالک و آقا ہے۔

ماخذ

۱۔ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹اردواڈیشن ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۲۔ ترجمہ کشیم کرن داس تریدی، اتھروویدہندی ترجمہ۔ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۳۔ حوالہ مذکورہ بالا ۴۔ حوالہ مذکورہ بالا ۵۔ حوالہ مذکورہ بالا

۶۔ حوالہ مذکورہ بالا ۷۔ حوالہ مذکورہ بالا ۸۔ حوالہ مذکورہ بالا

۹۔ حوالہ مذکورہ بالا ۱۰۔ حوالہ مذکورہ بالا ۱۱۔ حوالہ مذکورہ بالا

۱۲۔ حوالہ مذکورہ بالا ۱۳۔ حوالہ مذکورہ بالا ۱۴۔ حوالہ مذکورہ بالا

۱۵۔ حوالہ مذکورہ بالا

۱۶۔اتھرویدکا سبودھ بھاشیہ۴(ہندی)پنڈت شری پاددامودرساتولیکر۔سودھیائے منڈل، پارڈی گجرات

۱۷۔اتھرویدحصہ اول ترجمہ پنڈت شری رام شرما آچاریہ سنسکرت سنستھان بریلی(یوپی)مطبوعہ ۱۹۹۸ء

۱۸۔اتھرویدحصہ دوم ترجمہ پنڈت دامودرساتولیکر،مطبوعہ سوادھیائے منڈل (ویدانوسندھان کیندر) کلّا پارڈی (گجرات) ۲۰۰۰ء

۱۹۔ شری مدبھاگوت گیتا مطبوعہ گیتاپریس، گورکھپور یوپی

۲۰۔ منواسمرتی ترجمہ پنڈت جوالا پرشاد چترویدی، مطبوعہ رن دھیرپرکاشن ہری دوار ۱۹۹۷ء

۲۱۔ حوالہ مذکورہ بالا ۲۲۔ حوالہ مذکورہ بالا

۲۳۔ ستیارتھ پرکاش اردوصفحہ 186 ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۲۴۔ ستیارتھ پرکاش اردوصفحہ 175-174 ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۲۵۔ ستیارتھ پرکاش اردوصفحہ 175 ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۲۶۔ ستیارتھ پرکاش اردوصفحہ 176 ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۲۷۔ حوالہ مذکورہ بالا

۲۸۔ ستیارتھ پرکاش اردوصفحہ 303 ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۲۹۔ ستیارتھ پرکاش اردوصفحہ 303 ساروديشک آریہ پرتی ندھی سبھانئ دہلی۲

۳۰۔ ترجمہ پنڈت شری ام شرما آچاریہ (شانتی کنج، ہری دوار یو۔پی)

☆☆☆